ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر

تقریر بابت سیرت النبیؐ
وقت 5-7 منٹ

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ (المائدہ:68)

کہ اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اُس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یَا قَلْبِی اذْكُرْ اَحْمَدَا
عَیْنَ الْهُدٰی مُفْنِی الْعِدَا
بَدْرٌ مُّنِیْرٌ زَاهِرٌ
فِیْ كُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

اے میرے دل! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے۔ وہ چودھویں کا نورانی روشن چاند ہے۔ وہ ہر وصف میں تعریف کیا گیا ہے۔

معزز سامعین! آج مَیں قرآنِ کریم کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی گئی ایک پیشگوئی کا ذکر کر رہا ہوں۔ جو سورۃ المائدہ کی آیت 68 میں وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ! اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ بہت سے مفسرین نے اِس آیت کو، اِس نشان کو، اِس معجزہ کو سرکار دو عالَم خَاتَمُ النَّبِیّٖن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے حق میں پیش فرمایا۔ اگر اِس آیت کو سورۃ الحاقّۃ کی آیات 45 تا 47 کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک نہایت ہی لطیف مضمون اُبھرتا ہے۔ اِن تین آیات میں بھی انبیاء بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور آپؐ کی صداقت بیان ہوئی ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف یعنی اللہ کی طرف منسوب کرے گا تو ہم اُسے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر اُسی کی رگِ جان کاٹ ڈالتے ہیں۔ اِن ہر دو مواقع پر خدا کے فرستادوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ زیر بحث آیت یعنی سورۃ المائدہ آیت 68 میں دشمنوں کے ہاتھوں محفوظ رکھنے کا ذکر ہے اور نبی کے طبعی موت سے مرنے کا ذکر ہو گا جبکہ سورۃ الحاقّۃ کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے نبی کے قتل کا ذکر فرمایا ہے۔ گو اِس فعل کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ ممکن ہے یہ فعل وہ اپنے بندوں میں سے کروائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیر بحث آیت کے حوالہ سے ایک مقام پر فرمایا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کے ہاتھوں قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر الزمان کسی کے ہاتھوں قتل نہیں ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 11)

سامعین! دشمنوں اور معاندین کے ہاتھوں آپؐ کو قتل کئے جانے اور زہر دیے جانے کے بے شمار واقعات ہوئے اور ہر واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حمایت اور مدد کرتے ہوئے آپؐ کی جان کو محفوظ رکھا۔ آپؐ کو مادی و روحانی ترقیات دیں، فتوحات سے نوازا اور اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ کی بشارت دے کر الکوثر عطا کی جن میں سے ایک مخلص اور وفادار صحابہ کی بڑھوتری شامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ پانچ ایسے مقامات کا ذکر فرمایا ہے جہاں آپؐ محفوظ رکھے گئے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجنابؐ در حقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔"

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 263 حاشیہ)

پہلا موقعہ وہ ہے کہ جب " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکّہ میں ہی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کے متعلق اجازت کے منتظر تھے۔ مکّہ والوں نے دیکھا کہ یہ موقع بہت اچھا ہے، مسلمان سب جا چکے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب گویا اکیلے تنِ تنہا ہیں۔ اِس لئے اِس کے متعلق کوئی ایسی تدبیر ہو کہ بس اس کا خاتمہ ہی ہو جائے۔"

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 236)

"اس موقع پر ابوجہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک جوان مرد، نوعمر، قوی، شریفُ النسب لے لیں۔ اُن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک تلوار دے دیں۔ یہ سب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچیں۔ تلواروں سے اس طرح ایک ساتھ ماریں گویا ایک ہی شخص کا وار ہو اور (اس طرح) اِسے (نعوذ باللہ) قتل کر دیں۔ کیونکہ اِس طرح اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا...اس کے بعد سب لوگ اِسی پر اتفاق کر کے اِدھر اُدھر چلے گئے۔"

(سیرت النبیؐ از ابن ہشام مترجم مولوی عبد الجلیل صدیقی حصہ اول صفحہ 493)

"اِدھر یہ لوگ مشورہ کر کے نکلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے اپنے پلید ہاتھ رنگیں اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کے ذریعہ سے اپنے نبی کو اِن کے بد ارادہ سے اطلاع دے دی اور اجازت عطا فرمائی کہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں اور آنے والی رات مکّہ میں نہ گزاریں۔ یہ اطلاع پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے...اور حضرت ابو بکرؓ سے اِسی رات مکّہ سے نکل جانے اور غارِ ثور میں پناہ لینے کی قرارداد کر کے اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔"

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 236)

"جب رات کا اندھیرا ہوا تو قریش کے منتخب جوان آپؐ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپؐ سو جائیں تو حملہ کریں...جب وہ سب کے سب آپؐ کے دروازے پر جمع ہو گئے...اِسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کے سامنے باہر نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں اور وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکے۔"

(سیرت خاتم النبیین از ابن ہشام مترجم مولوی عبد الجلیل صدیقی حصہ اول صفحہ 493)

"چونکہ اِنہیں یہ خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس قدر اول شب میں ہی نکل آئیں گے وہ اُس وقت اس قدر غفلت میں تھے کہ آپؐ اُن کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اُن کے درمیان سے نکل گئے اور اُن کو خبر تک نہ ہوئی۔"

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 237)

پیارے بھائیو! دوسرا موقع وہ ہے کہ جب " قریش جو آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے وہ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کے گھر کے اندر جھانک کر دیکھتے تھے تو حضرت علیؓ کو آپؐ کی جگہ پر لیٹا دیکھ کر مطمئن ہو جاتے تھے لیکن صبح ہوئی تو انہیں علم ہوا کہ اس کا شکار اُن کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اس پر وہ اِدھر اُدھر بھاگے...خود روسا قریش بھی سراغ لیتے لیتے آپؐ کے پیچھے نکلے اور عین غارِ ثور کے منہ پر جا پہنچے۔ یہاں پہنچ کر اُن کے سراغ رساں نے کہا کہ "بس سراغ اس سے آگے نہیں چلتا۔ اس لئے یا تو محمد یہیں کہیں پاس ہی چھپا ہوا ہے یا پھر آسمان پر اُڑ گیا ہے۔" کسی نے کہا" کوئی شخص ذرا اِس غار کے اندر جا کر بھی دیکھ آئے۔" مگر ایک اور شخص بولا کہ "واہ! یہ بھی عقل کی بات ہے۔" "بھلا کوئی شخص اس غار میں جا کر چُھپ سکتا ہے یہ ایک تاریک و تار اور خطرناک جگہ ہے اور ہم ہمیشہ سے اِسے اِسی طرح دیکھتے آئے ہیں۔" ...قریش اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ اُن کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے اور اُن کی آواز سنائی دیتی تھی اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے گھبرا کر مگر آہستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قریش اتنے قریب ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آ رہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایالَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی ہر گز کوئی فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایاوَمَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ یعنی اے ابو بکر! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 237-238)

تیسرا وہ موقع ہے جب "جنگ احد میں لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ مسلمان ہر طرف سے کفار کے نرغہ میں آ گئے ...ایک کی دوسرے کو خبر نہ رہی اور ہر طرف سے اُن پر تلواریں برسنے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی صرف بارہ صحابیوں کے ساتھ کفار کے نرغہ میں آ گئے ...اس پریشانی اور کارزار کے عالَم میں عبد اللہ بن شہاب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ کر تلوار کا ایک زبردست ہاتھ مارا کہ خُود کے دو حلقے آپؐ کے چہرہ مبارک میں آنکھ سے نیچے کی ہڈی میں گھس گئے۔ ان کو حضرت ابو عبیدہ ابن الجراحؓ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا۔ تو آپؐ کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ کفار کی پوری طاقت اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر حملے میں صرف ہونے لگی۔"

(تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب حصہ 1 صفحہ 144-147)

جنگ کے اختتام پر مکّہ کے رؤساء دیر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش میدان میں تلاش کرتے رہے اور اس نظارہ کے شوق میں ان کی آنکھیں ترس گئیں مگر جو چیز کہ نہ پانی تھی نہ پائی۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 498)

سامعین! چوتھا موقعہ وہ تھا جب "جنگ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہودی عورت نے ایک پکے ہوئے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر بطور تحفہ پیش کیا۔ چند صحابہؓ نے وہ گوشت کھایا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کو چکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس زہر کا شدید اثر ہوا اور ایک صحابیؓ کی وفات بھی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی عورت کو بلایا اور کہا تیرا بُرا ہو تو نے ہمیں کیا کھلایا ہے۔ تو اُس نے کہا کہ مَیں نے آپ کو زہر دیا ہے۔ مَیں یہ جاننا چاہتی تھی اگر آپ خدا کے سچے نبی ہیں تو اس سے آپ کی جان محفوظ رہے گی۔ اور اگر آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو مَیں نے چاہا کہ لوگوں کو آپ سے نجات مل جائے۔"

(سنن دار القطنی کتاب الحدود والدیات حدیث 3224)

پانچواں موقعہ وہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ فارس کے نام ایک تبلیغی خط لکھا۔ "خط پڑھ کر کسریٰ نے اُسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا کہ وہ جو میری رعایا ہے مجھے یہ خط لکھتا ہے ...اس کے بعد کسریٰ نے والی یمن کو لکھا کہ ...اِس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں ... چنانچہ دو آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ...اور کہا کہ بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہِ کسریٰ نے ...آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ہمارے ہمراہ چلیں ...اگر آپ اس حکم سے سرتابی کریں گے تو ...وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا... آپؐ نے اُن سے کہا۔ اچھا! آج تو جاؤ کل پھر آنا، اس کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی آسمان سے خبر ملی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے کو مسلّط کر دیا اور اُس نے فلاں ماہ اور فلاں شب میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اُسے قتل کر دیا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔"

(تاریخ طبری مترجم سید محمد ابراہیم ایم اے حصہ اول صفحہ 355-356)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق کی مدد نہ کر سکے، بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے ...ہمارا ایمان ہے کہ اگر قریش مکّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیتے، تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپؐ کو جلا نہیں سکتی تھی۔ اگر کوئی محض اس بناء پر کہ آگ اپنی تاثیر نہیں چھوڑتی۔ انکار کرے تو وہ خبیث اور کافر ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب ان سب دشمنوں کو مخاطب کر کے یہ کہہ دیا۔ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا (سورۃ ھود: 56) تم سب مکر کر کے دیکھ لو مَیں اس کو ضرور بچا لوں گا۔ پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ میں ڈالتے تو معاذ اللہ جل جاتے یہ کفر ہے۔ قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپؐ کی جان لینے کے لیے کرتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اُن کے گزند سے محفوظ رکھتا جیسا کہ محفوظ رکھ کر دکھا دیا۔ خواہ وہ صلیب کا مکر کرتے خواہ آگ میں ڈالنے کا۔ غرض کوئی بھی کرتے۔ آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وعدے کے موافق صادق ثابت ہوتے۔ جیسا کہ ہوئے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 218)

معزز سامعین! اب مَیں نہایت اختصار کے ساتھ وقت کی مناسبت سے چند مزید واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک دن حضورؐ نے خانہ کعبہ میں اہل مکّہ کو اسلام کی تبلیغ کی۔ جس پر ہنگامہ برپا ہوا اور لوگ آپؐ پر پل پڑے۔ حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند کے بیٹے رَبیب آپؐ کو بچانے کے لئے آگے بڑھے۔ انہوں نے آپؐ کو تو بچا لیا مگر خود کفار کے حملہ سے زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر رکنِ یمانی کے پہلو میں ہی آپ وفات پا گئے۔

(اصابہ فی تمیز الصحابہ ذکر حارث بن ابی ھالہ)

یہ واقعہ جو مَیں نے سنایا ہے وہ سورۃ المائدہ آیت 68 کے عین مطابق ہے جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم ہے اور ساتھ ہی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حطیم مقام پر نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک دشمنِ اسلام عقبہ بن ابی معیط نے کپڑے سے آپؐ کا گلا گھونٹنا چاہا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ناپاک اور رِجس دشمن سے بچایا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب)

اِسی سلسلے میں ایک واقعہ تاریخ نے یوں محفوظ کیا ہے کہ ایک دن ابوجہل نے نماز کی حالت میں بھاری بھر کم پتھر سے آپؐ کے سر کو پھوڑنے کا اعلان کیا۔ جب اگلے دن پتھر لے کر پہنچا تو وہاں سے بھاگ نکلا اور لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگا کہ مَیں نے ایک خونخوار اونٹ دیکھا مجھے اِس سے خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ مجھے چبا ہی نہ ڈالے۔

(سیرت ابن ہشام۔ الرحیق المختوم صفحہ 141)

سامعین! ہجرتِ مدینہ میں آپؐ کی حفاظت کا واقعہ ہم اوپر سن آئے ہیں۔ اِسی کے تعلق میں ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ سراقہ بن مالک کے نام سے تاریخِ اسلام نے محفوظ کیا ہے۔ تلاش بسیار کے ہجرت کی رات جب دشمنِ اسلام آپؐ کو نہ پا سکے تو انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جو بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا قتل کر کے لائے گا اُسے 100 اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اس لالچ کے پیشِ نظر بہت سے لوگ آپؐ کی تلاش میں نکلے۔ جن میں سے ایک سراقہ بن مالک بھی تھا۔ اُس نے آپؐ اور حضرت ابو بکرؓ کو مدینہ جانے والے راستہ پر پا بھی لیا اور حملہ کر کے زخمی کرنے یا مارنے کی بہت دفعہ کوشش کی مگر ہر دفعہ گھوڑے کے پاؤں ریت میں دھنس جاتے اور اُس کی فال غلط نکلتی۔ آخر وہ اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

سامعین! بدر کی شکست اور قیدیوں کی وجہ سے کفار مکّہ پر دن بھاری گزر رہے تھے۔ شکست کی اِس آگ کو ٹھنڈی کرنے کے لئے وہ آنحضورؐ کے قتل اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ نے حطیم میں بیٹھے آنحضور صلی اللہ عیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور صفوان اپنی تلوار کو زہر آلود کر کے اپنے اونٹ پر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے اِس کو دیکھ کر آنحضور صلی اللہ عیہ وسلم کو اطلاع دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُسے اندر آنے دو۔ حضرت عمرؓ اُس کی تلوار کی میان پر ہاتھ رکھ کر اُسے اندر لے کر آئے تا کہ وہ حملہ نہ کر سکے۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ اِسے چھوڑ دو اور اُس سے آنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے جھوٹ بولا اور کہا۔ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں احسان کا سلوک کرنے کی درخواست کرنے آیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں! اصل بتاؤ۔ اُس نے پھر اپنے اِسی مقصد کو دہرایا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ حطیم میں تم عمیر بن وہب کے ساتھ میرے قتل کا منصوبہ کر رہے تھے۔ اِس پر وہ شرمندہ ہوا اور بولا کہ یہ بات تو صرف ہم دونوں کے درمیان تھی۔ آپ کو کیسے پتہ چلا۔ آپؐ سچے نبی ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر ایمان لے آیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ 661-662)

سامعین! مَیں کس کس واقعہ کا ذکر کروں۔ حضور صلی اللہ عیہ وسلم ایک دفعہ بنو نضیر قبیلہ میں تشریف لے گئے۔ یہودی تو مخالف اسلام تھے ہی۔ عمر بن حجاش نے چکّی کا پاٹ آپؐ پر گرا کر آپؐ کو صفحہ ہستی سے ختم کرنے کی کوشش کی مگر آپؐ اللہ سے اطلاع پا کر وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور محفوظ رہے۔

(سیرت ابن ہشام)

یہودیوں کی دشمنی کی بات چلی ہے۔ ایک یہودی عورت نے آپؐ کی خدمت میں بُھنی ہوئی بکری کا گوشت بھجوایا۔ جس میں زہر ملا دیا۔ آپؐ نے ابھی اس گوشت سے ایک لقمہ ہی لیا تھا کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے خبر کر دی اور صحابہ کو بھی کھانے سے روک دیا۔ مگر ایک صحابہ اسی گوشت کے کھانے سے وفات پا گئے۔

واقعات اور بھی ہیں۔ اِسی پر بس کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے ملا (کشف میں)۔ اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے۔ یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں خود گرنا چاہتے ہیں تو ان کو (خدا) آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ سِلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آوے اس سے انکار نہ کرے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عصمت کی فکر میں خود لگتے تو وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:68) کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 427-428۔ ایڈیشن 2022ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اللہ تعالیٰ سے محبت، عبادت گزاری اور توحید خالص کے قیام کے لئے تڑپ تھی اور اس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کی کیسی کسی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں کے سلسلہ میں واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"بڑے بڑے خوفناک منصوبے آپؐ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو ختم کرنے کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس نے آدم کی پیدائش کے ساتھ ہی آپؐ کی پیدائش کا فیصلہ کر لیا تھا، جس نے اپنے اس پیارے محبوب کے ذریعے اپنا پیغام دنیا تک پہنچانا تھا، جس نے اپنے وعدوں کے مطابق آپؐ کی حفاظت کرنی تھی وہ ہمیشہ مشکل وقت میں آپؐ کی مدد کے لئے فرشتے نازل کرتا رہا جو آپ کی حفاظت کا انتظام کرتے تھے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا اور کامل یقین تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا آخری فیصلہ یقیناً آپؐ کو پتہ تھا کہ میرے حق میں ہونا ہے۔ تو فرمایا کہ اے کافرو! تم اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے اپنے جھوٹے دین سے ہٹ نہیں سکتے {یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ} کی سورۃ میں ساری بات آگئی تو مَیں جو خدا کا نبی ہوں، اس خدا کا پیغام پہنچانے سے کیسے باز آجاؤں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ مَیں اس خدا کی عبادت سے کیسے باز آجاؤں جو ہر روز ایک نیا نشان اپنی قدرت کا مجھے دکھاتا ہے۔ جو تمہارے مقابلے میں خود میری حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ تم بے شک میری مخالفت کرتے رہو، مجھے تکلیفیں دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو، لیکن یاد رکھو کہ غالب مَیں نے ہی آنا ہے۔ تمہیں یہی جواب ہے جو فی الحال خدا نے مجھے سکھایا ہے کہ تم اپنے دین پر قائم رہو، مَیں اپنے دین پر قائم رہوں گا۔ {لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ} لیکن یاد رکھو یہ مقدر ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جو حاضر کا بھی علم رکھتا ہے، جو غائب کا بھی علم رکھتا ہے، آئندہ کا بھی علم رکھتا ہے، جو اپنے پیار کا مجھ پہ اظہار کرتا رہتا ہے اُس خدا کی تقدیر اب یہ ہے کہ خدائے واحد کے دین نے ہی غالب آنا ہے اور تم نے ختم ہونا ہے۔ تو یہ جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کرنے والے اور اپنے پیارے کے منہ سے کہلوایا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ فروری 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنوں کے شر سے بچائے اور وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا مورد بنائے۔ آمین

(اِس تقریر کا کچھ حصہ محمد انور شہزاد صاحب کے ایک مضمون سے لیا گیا ہے)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)